# امام جعفر صادق علیہ السلام
# دنیائے شیعت کی علمی ہدایت کے علمبردار

عقیقی بخشایشی
مترجم: نذر امام نقوی

عصر حاضر کی ایک نمایاں اور ممتاز خصوصیت ''آسمانی کتابوں کے بعد کتابوں میں سب سے ممتاز کتاب علم وادب کے بزرگوں کی شرح حال اور بایوگرافی ہے''

(آندرے مورے، فرانسیسی مفکر اور مصنف''

ایک دوسرے محقق کا ماننا ہے: عظیم ہستیوں کا زندگی نامہ کرنا ہمیشہ سے بڑا مشکل کام رہا ہے۔ لیکن مقدس ہستیوں کی شرح زندگی کا تحریر کرنا جو کہ بعینہ اور صداقت وحقیقت پر مبنی ہو، تقریباً محال اور ناممکن ہے....''

(تھومس کارلائل، بیدا ضمیر محقق)

قول اول کے مطابق اور قول دوم کی مشکلوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے راقم الحروف، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا زندگی نامہ تحریر کرنے کی جسارت کرتے ہوئے ان کی اعلیٰ مرتبہ شخصیت کو شکستہ اور عاجزانہ تحریر کے ذریعہ رقم تحریر کرنا چاہتا ہے اس بات کے پیش نظر کہ ان کی جدوجہد جو کہ سبھی ادوار سابقہ، لاحقہ اور مستقبل کے لئے مشعل راہ، اور ان کا فکری اور عقیدتی نظریہ، مذہبی بنیادوں کا بانی، اور ہمیشہ زندہ وجاوید رہنے والا نظریہ اور عقیدہ ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ حضرت کا زندگی نامہ آسمانی کتابوں کے بعد سب سے مفید اور گرانقدر کتابوں میں سے ایک ہے تو جو چیز کہ راقم الحروف کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یہ ہے کہ اب ہم ایسی مقدس اور گرامی ہستی کا زندگی نامہ تحریر کرنے جارہے ہیں جن کی زندگی کے پورے وجود مقدس کو قرآن پاک نے اس طرح اپنے احاطے میں لے رکھا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ گویا اس عظیم کتاب کی ہر اہمیت نے ان کے وجود ومقدس پر اپنے نور کی تابانی کی ہو اور ان کا وجود آیات خداوندی کی ایک تصویر ہو۔

جی ہاں ... جب بات امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہو تو صرف ایک معمولی سازندگی نامہ

اور شرح حال نہیں ہوگا، بلکہ بات خدا کے قرآن، بات شیعت کے خونچکاں پیکار وجدوجہد اور ایثار کی ہے جس کی کتاب کا ہر ورق اور جس کے درخت کا ہر پتہّ ، شاہد شہید وں اور شہید شاہدوں کی طرح روشن وتاباں ہے۔ یہ ایسی تاریخ ہے جس کا ہر ورق ، بارگاہ خداوندی سے تقرب حاصل کرنے کی خاطر جہد مسلسل ایثار وفداکاری ، جانبازی وجاں نثاراور خود سے گذر جانے کی حد تک مجاہدت کی نشاندہی کرتاہے۔ اس تاریخ کے رواں دھارے میں زمانہ بہ زمانہ ایسی صادق ہستیوں نے اپنی موجودگی ثبت کی ہے جنہوں نے اس دنیا کی تلاطم خیز لہروں میں غوطہ دار معاشرے کی شکست وریخت سے دوچار ڈوبتی کشتی کو زندگی کے ساحل نجات کی طرف لے جاکر لنگرانداز کیا ہے نیز اسے دنیا کے اطمینان آمیز اور بے خوف وخطر ساحل سے روشناس کرایا ہے خود کو مومیائی شمع کی طرح جلا اور پگھلا کر دوستوں یہاں تک کہ دشمنوں کی بزم کو جلاء بخشی ہے۔

دوستوں کو دوستی ومحبت اور توانائی کا ہنر سکھایا تو دشمنوں کو دانائی وبینائی کی نعمت سے سرفراز کیا۔

آسمان ولایت وامامت کے چھٹے درخشندہ ستارے حضرت امام جعفر صادقؑ اسی پاک نسل کا سلسلہ ہیں جو سورج کی شعاعوں کی مانند، دوست ہوں یا دشمن سب کو اپنی روشنی سے فیضیاب کیا کرتی تھی تھے، البتہ اس نور وایثار وایمان کے فیاض سے ہر کوئی اپنی ظرفیت کے مطابق فیض اٹھایا کرتا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فقہ جعفریہ کی جمع آوری کے ذریعہ اس مذہب کی سربراہی کا برحق منصب حاصل کرنے کے ساتھ ہی اپنے والد بزرگوار کے زمانے اور ایام شباب میں ہی، قبل اس کے کہ امامت کا عہدہ سنبھالیں اپنی زندگی کے آخری لمحات تک جو کہ درد ورنج اور مصائب ومشکلات سے بھرے پڑے ہیں۔علم وایمان کی محفل کو زندہ وتابندہ کرنے اور اپنے عالمانہ عقائد کو جو کہ ایمان خداوندی سے سرچشمہ حاصل کرتے تھے تابہ امروز اہلبیتؑ عصمت وفضیلت کے منتخب، خالص پیروکاروں کے سیل بیکراں کے لئے الہام بخش رہے ہیں اور یہ سلسلہ حضرت مہدی عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشّریف کے ظہور تک انسانوں کے لئے فیض رساں اوردوامیت کا حامل ہے۔ جی ہاں ! یہ آپ ہی کی ذات والا صفات تھی جس نے خدائی اور آسمانی افکار سے لبریز ہوکر، اپنے زمانے کے سبھی علوم وفنون پر بے پناہ دسترس حاصل کرکے لوگوں کے ذہنوں پر مسلّط جہالت ونادانی اور سیاہ

شدہ دلوں پر علم ومعلومات کی نورافشانی کی، ان کے دلوں کو منوّر کردیا اور ان سب علوم میں زیادہ درخشانی اور تابانی احکام الٰہیہ کے ثابت اصولوں پر تھی جس کی بنا پر وہ ہر دوراور ہر زمانے کے لئے مشعل راہ بن گئی جس سے اسلام وقرآن کے شیدائی اور راستہ ڈھونڈ نے والے ہدایت حاصل کرتے رہے ۔ خدا کے ثابت اصولوں اور احکام کے سلسلے میں ضروری تفصیل کی گنجائش نہیں رہی۔ لیکن انسانی معاشرے کبھی اس سے آگاہی ، اسے ضرورتمندی کے دائرے سے باہرہی نہیں کردیتی بلکہ معاشرے کی ترقی کا انحصاربھی اسی سے وابستہ ہے۔ اس طرح پیشوا اور امام عالی مقام حضرت امام جعفر صادقؑ نے خاندان وحی اورگلشن نبوت میں تربیت وپرورش پائی اورگلستان ولایت کی خوشبوسے فیض حاصل کیا اور گلزار امامت وفصاحت سے سرچشمہ حاصل کرکے ہزاروں لوگوں کو اپنے تربیتی مکتب میں علم ودانش سے فیضیاب کیا۔ انہوں نے تاریخ اسلام کے اس دور میں دنیائے شیعت کی علمی ہدایت کا پرچم بلند کیا تاکہ جہالت ونادانی اور عدم واقفیت کے اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے لوگ، آپ کی روح کو جلاء بخشنے والی فرحت انگیزموجودگی اور فیض سے اپنے دلوں کو روشن کرکے کامیابی وکامرانی کی منزل کو پاسکیں۔

اس طرح سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام کی ان ذمّہ داریوں کے ایک بڑے حصہ کو جووہ اس دنیا کے انسانوں کی ترقی اور فلاح وبہبود کا قائل ہے، اپنے ذمہ لیکر اسے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

## جعفری علمی مرکز کی بنیاد

شہر مدینہ میں عظیم علمی درسگاہ کے بانی امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں، یہ ایسا علمی مرکز ہے جس کے بارے میں پورے یقین اور تعصّب سے ہٹ کر کہا جاسکتا ہے کہ اس علمی مرکز کی جو خصوصیت تھی، پوری اسلامی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہے، اس کے مختلف علمی مراکز میں ہزاروں طالب علم مختلف اور گوناگوں اسلامی علوم وفنون سیکھنے میں سرگرم تھے۔ جن کا تعلق روزمرہ کی ضروریات سے تھا۔

صرف فقہ اور انسانی معارف میں کوفہ کی مسجد میں سیکڑوں لوگ اپنے محبوب اور ہر دلعزیز رہبر کی گفتگو کو ہمہ تن گوشی کے ساتھ سنا کرتے تھے۔ ان کی باتوں کو دہراتے اور ان پر بڑے غور

وخوض کے ساتھ بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے، اس زمانے میں ہر علمی نشست میں صرف علم ودانش کے شیدا طالب علم ہی نہیں بلکہ ہر وہ جو پڑھنے لکھنے کی صلاحیت رکھتا تھا قال الباقرؑ اور قال الصادقؑ کا نعرہ بلند کرتا نظر آتا تھا، اس طرح سے اپنی باتوں اور گفتگو کو ان کے مامور کے ذریعہ حقانیت اور قطعیت کا جامہ پہناتے تھے۔ کیونکہ ان کے لئے معتبر ترین اور گرانقدر وبھروسہ مند مأخذ وذریعہ جوان کے علمی اقوال کا پشت پناہ تھا وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور ان کے والد بزرگوار جو کہ علم کو پھیلانے اور شگافتہ کرنیوالے تھے، گرانقدر ارشادات، اقوال اور علمی وضاحتیں تھیں۔

انہوں نے حدیث سے متعلق مختلف شعبوں کو ایجاد کیا اور حقیقی اسلام کی قدرومنزلت اور بھروسہ کو عروج پر پہونچادیا۔

اس عظیم علمی درسگاہ کی عظمت کی ایک جھلک پیش کرنے کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حدیث اور اسلامی معارف کی واحد حقیقی ذریعہ اور ذخیرہ چار معتبر کتابیں کلینی کی کافی ''ابن بابویہ کی ''من لایحضرہ الفقیہ'' اور شیخ طوسی کی ''تہذیب'' اور ''استبصار'' امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد کی براہ راست کاوش وجدّت کا نتیجہ اور ماحصل ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم ودانش سے مالامال علمی مرکز میں، ابان بن تغلب، محمد بن مسلم اور زرارہ بن اعین جیسے شاگردوں نے تربیت پائی جن میں سے ابتدائی دور کے شاگردوں نے تیس ہزار سے زائد اور دوسرے دور کے شاگردوں نے سترہ ہزار سے زیادہ حدیثیں امام جعفر صادق علیہ السلام اور تیس ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ کے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہیں۔

دیگر علوم وفنون اور معارف میں جابر بن حیان ثقفی اور ہشام بن حکم جیسے شاگردوں نے تربیت پائی جن میں دونوں ہی علم کیمیا اور علم کلام کے موجد شمار کئے گئے، اس کے علاوہ جید اور ممتاز شاگردوں میں ہشام کلبی تسّابہ، مؤمن طاق اور حریز کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے نیز اس علمی مرکز میں تربیت پانیوالوں میں سفیان ثوری، ابوحنیفہ، قاضی سکونی اور قاضی ابوالبختری وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔

## ولادت باسعادت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن یعنی ۱۷/ربیع الاول ۸۳ھ

کے موقع پر خاندان نبوت ورسالت اور دنیا کے شیعوں کے پانچویں امام کی نسل سے ایک پاکیزہ بچے نے عرصۂ حیات میں قدم رکھا اور اپنے چاہنے والوں کو دنیا بھر کی مہر ومحبت اور علم ودانش کا خزانہ پیش کیا اور عالم اسلام وفضیلت نیز معنویت وانسانیت میں عظیم تبدیلیوں کا ذریعہ قرار پائے۔

آپ نے راہیان راہ حقیقت اور سجدہ گزاروں کی زینت، چوتھے امام حضرت امام سجاد علیہ السلام کی تربیت میں پندرہ سال کا عرصہ گزارا۔اس کے بعد انیس برس تک اپنے عالی مقام والدمحترم کی توجہ اور عنایات کے زیر سایہ پروان چڑھے اور مدینہ جیسے ماحول میں خاندان وحی قرآن کے گلشن میں رشدونمو اور کسب فیض کے علاوہ فضیلت ومعرفت کا عرفان حاصل کیا اور وہ وقت بہت ہی مناسب، گرانقدر اور پرفیض ثابت ہوا جس نے اس جستجو کرنے والے بچے کو اس طرح کے اعلیٰ مکتب اور رحمانی درسگاہ میں علم ودانش اور فضیلت ومعرفت الٰہی حاصل کرنے کا بہترین اور مناسب ترین موقع عنایت کیا۔

آپ کی والدہ محترمہ ''امّ فروہ' قاسم بن محمد بن ابی بکر کی صاحب زادی تھیں وہ ولایت وعصمت کی فریفتہ اور شیدائی ہونے کے علاوہ فضیلت وتقویٰ قول اور قداست وپاکیزگی میں بے نظیر خاتون تھیں۔ بعد میں ان کے فرزند نے جن کے اندر تعصب کا شائبہ بھی نہیں تھا، ان کی فضیلت کے بارے میں یوں کہا:

''وہ متقی وپرہیزگار اور ایک مومنہ خاتون تھیں اور خداوند عالم نیکو کاروں کو جزائے عظیم عنایت فرمائے گا''۔[۱]

اس محترمہ اور گرامی خاتون کی قدرومنزلت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی امام علیہ السلام کو ان کی والدہ سے نسبت دے کر مخاطب کیا جاتا''[۲]

## تربیت کا ماحول:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بچپن سے ہی علم وفضیلت کے طالب رہے۔بہت سے لوگوں کی اپنے دادا حضرت امام سجاد علیہ السلام اور والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں رفت وآمد اور فیض اٹھانے کے شاہد رہنے نیز ان کے ذریعہ انجام پانیوالی مختلف علمی، اسلامی اور فقہی بحث وگفتگو سننے اور دیکھنے کے علاوہ اپنے پورے وجود سے ان چیزوں کو محسوس کرتے

رہے اور علم ودانش اور فضیلت کے چراغ سے اپنے پر نور اور مقدس وجود کو سرشار کرتے رہے۔ علاوہ از ایں اپنے جد بزرگوار اور عبادت گزاروں کی زینت، امام زین العابدینؑ کے طویل سجدوں اور شب بیداریوں نے ان کی روح اور دل پر گہرے نقوش چھوڑے۔ یہ اثر اس قدر گہرا تھا کہ ابھی بلوغ کی حدتک نہیں پہونچے تھے کہ کم عمری میں خدا کی عبادت وعشق اور اطاعت کے دلدادہ ہوگئے تھے۔ انہوں نے خدا کی خوشنودی اور مرضی حاصل کرنے کے لئے عبادت کو اپنا شعار بنالیا۔ اس سلسلے میں خود کو اس قدر غرق کرلیااور مشکلوں میں ڈال لیا کہ والد بزرگوار کو اس میں مداخلت اور مناہی کرنی پڑی۔

خودامام علیہ السلام کچھ اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ''میں نوجوان تھا، لیکن اس وقت مستحب عبادتیں بہت زیادہ کیا کرتا تھا میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے لخت جگر اپنی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے ان عبادتوں میں تھوڑی کمی کرو، جب کوئی بندہ خدا کا محبوب اوردلدادہ ہوتا ہے تو خداوند عالم اس کے کم عمل سے بھی راضی وخوشنود ہوتا ہے۔[۳]

حضرت کا بچپن علم وحدیث نبوی اور تفسیر وشرح آیات کے ساتھ بڑی تیزی سے عروج وکمال کی منزلیں طے کررہا تھا۔ آپ کے بچپن کا دور، اموی اقتدار کے استحکام حکومتی اوردفتری امور میں ثبات اور یہ ساری سرگرمیاں مذہبی کوششوں سے کوسوں دورتھیں اورقوی احتمال ہے کہ ایسے ماحول میں اس طرح کے ایک چودہ سالہ بچے کی زندگی میں اس کی ذات اورفکری وعلمی بنیادوں پر خاص اثر کیا ہوگا اور ہدایت و رہبری نیز مستقبل کا لائحہ عمل واضح ومعین کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

## عالم شباب:

امام زین العابدین علیہ السلام کی رحلت کے بعد ایساموقع تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جوانی کی دہلیز پر تھے اور تقریباً ۲۳ سال تک اپنے عالی مقام والد کی سرپرستی میں ہدایت ورہنمائی پاتے رہے، اس مدت کے دوران آپ نے راہ امامت میں اپنے والد کی جانب سے اٹھائی جانیوالی مشکل اور پریشانیوں کا مشاہدہ کیا اور گھر کے بڑے فرزند کی حیثیت سے اصول امامت کے استحکام میں انجام پانیوالی سبھی کوششوں اور سرگرمیوں میں اپنے والد کا ساتھ دیتے رہے، آخر الامر ۳۷ برس کی عمر میں والد گرامی کی رحلت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

## دور امامت

مقام امامت اور ولایت ورہبری پچھلی رہبری کی تصریح اور بنیادی قانون امامت نیز علم امام کی بنیاد پر انجام پاتی ہے اور یہ ساری چیزیں امام جعفر صادق علیہ السلام میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ اس لحاظ سے ان کی امامت، تاریخ کے ایک حساس اور اہم لمحے خاص طور پر مذہبی وقانونی غیر سیاسی اور سماجی حالات کے مطابق تھے۔اسلامی جماعت کی تشکیل میں سرگرم گروہوں کے عقیدتی بیانات اور تحریریں معرض وجود میں آنے لگیں اور اس زمانے میں بہت سی تشدد آمیز اور تاریخ ساز واقعات ،خفیہ اور انقلابی تحریکوں کا نتیجہ تھیں جو وجود میں آچکی تھیں اور مذکورہ واقعہ میں اہل حدیث اور مرجۂ گروہوں کی سازباز پر اپنی ساری سرگرمیاں اسی وقت انجام پارہی تھیں، اس طرح کے مشکل اور پیچیدہ حالات اور بحرانی دور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی راہ امامت کو اور بھی آسان بنادیا، یہاں تک کہ یہ مساعد حالات جو امام جعفر صادق علیہ السلام کو نصیب ہوئے، آپ کے جد بزرگوار حضرت امام سجاد علیہ السلام اور والد محترم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو بھی زندگی کی ساری مشکلوں ، پریشانیوں ،ایذا و آزار اور اسارت وقید وبند نیز شہادت کے باوجود حاصل نہیں ہوئے تھے۔ وقت کے اس موڑ پر امام علیہ السلام کی امامت اور فکری ومعنوی قیادت اس حد تک درجۂ کمال وارتقاء تک پہنچی کہ ماضی میں اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی تھی۔ سچ ہے کہ بہت سے شیعہ گروہ مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر انقلابی اور انتہا پسند گروہوں سے ملحق ہوگئے تھے ،لیکن امامت ورہبری کی راہ بھی واضح ہوچکی تھی اور اس کے اصول اور روش میں ثبات واستحکام حاصل ہو چکا تھا۔

## امام علیہ السلام کے زمانے میں سماجی حالات:

اس وقت اورز مانے کے حالات کا ہر لحاظ سے جائزہ اور مطالعہ اہم اورضروری ہے۔ اس وقت کے ماحول اور حالات کے مکمل جائزہ کے لئے کچھ دانشوروں کے نظریوں کا جائزہ لینا مفید واقع ہوگا۔

عصر حاضر کے نامور محقق اسلامی دانشور استاد شہید مرتضیٰ مطہری اس بارے میں تحریر کرتے ہیں: امام صادق علیہ السلام کی زندگی کا دور ایسا تھا جس میں گونا گوں سیاسی حادثات کے علاوہ سماجی عناصر اورفکری وروحی پیچیدگیاں اور ابہامات وجود میں آچکے تھے جس کا لازمہ یہ تھا کہ امام جعفرصادق علیہ السلام اس محاذ پر پیکار کے لئے مورچہ بندی کریں، دوسری صدی ہجری کے نصف میں وجود میں

آنے والے حالات، پہلی صدی ہجری کے وسط میں سید الشہدا و حضرت امام حسین علیہ السلام کے زمانے سے بہت مختلف تھے۔

پہلی صدی کے نصف میں ایک محاذ سے زیادہ نہیں تھا اور وہ تھا اس دور کے فساد اور انحراف سے مقابلہ، اس وقت دیگر محاذ وجود میں نہیں آئے تھے یا اگر وجود میں آئے بھی تھے تو انہوں نے قابل ملاحظہ اہمیت حاصل نہیں کی تھی ، اس وقت لوگ وہی ابتدائے اسلام کی سادگی بھری معمولی زندگی بسر کررہے تھے لیکن زمانے کی تبدیلی اور پہلوؤں میں بدلاؤ کے ساتھ ،مختلف دلائل کی بنیاد پر الگ الگ محاذ وجود میں آئے مسلمانوں کے درمیان وسیع پیمانے فکری ،علمی اور ثقافتی محاذ وجود میں آئے۔ دین کے اصول وفروع میں مختلف مذاہب اور فرقے پنپنے لگے۔[۴]

## پیچیدہ حالات:

ہندوستانی محقق اور موثق دانشور ڈاکٹر سید حسین جعفری کہتے ہیں" امام جعفر صادق علیہ السلام کا دورامامت ، مذہبی ، قانونی اور سیاسی لحاظ سے اسلامی تاریخ کے حسّاس ترین ادوار میں سے تھا، مختلف اسلامی گروہ کے لوگ اپنی جماعتوں کی تشکیل کے لئے طرح طرح کے اعتقادی بیانات اور تحریروں کے ذریعہ کوشش عمل میں لارہے تھے یہ موقع ایسا تھا جس میں بہت سے تاریخی واقعات منجملہ تشدّد آمیز تحریکوں ، الحدیث اور مرجۂ گروہ کے قیام کے زیر اثر مختلف سرگرمیاں اور سازشیں عمل میں لائے جانے کی وجہ سے حادثات کی آماجگاہ میں بدل چکا تھا وہ زمانہ ، اس طرح کے چند جانبہ اور بحرانی وپیچیدہ حالات نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کو اپنے حد درجہ کمال تک پہونچانے میں مدد کی جبکہ آپ کے والد محترم کا دور امامت اس طرح کے موقع سے مختلف تھا۔

موصوف صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے مزید یاددہانی کراتے ہیں۔جب اموی حکومت نے خاص طور پر واقعہ کربلا کے بعد مسلمانوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تو اس کے بعد مسلمانوں نے عقیدۂ مہدویت کی طرف توجہ دی، مہدی علیہ السلام کو ایسا رہبر تصور کرتے تھے جن کو براہ راست خدا کی طرف سے ہدایت حاصل ہوتی تھی۔ کربلا کے قتل عام اور یادگار رسولؐ نواسۂ رسولؐ حسین بن علی علیہ السلام کی شہادت ، پھر خانۂ کعبہ کی مسماری نیز مدینہ کا محاصرہ اور علی علیہ السلام کے وفادار کوفیوں کے خلاف عائد کردہ مصائب ومشکلات کے بعد حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انقلاب کی

آمد اور اسکے انتظار کے امکان اور موقع کو فراہم کیا۔ اگرچہ ان سبھی تحریکوں اور امور کا اصلی مقصد خون حسین کا بدلہ لینا تھا۔ تاہم امام زین العابدین علیہ السلام کی جانب سے تقیّہ اختیار کرنے اور سیاسی امور میں عدم مداخلت پر مبنی سیاست اس بات کا موجب بنی کہ خاندان پیغمبرؐ کے حامی ناراض کوفی، علی علیہ السلام کے گھرانے کی اخلاقی طور پر حمایت کریں۔

مختصر یہ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا دور زندگی وامامت تعلیم وتربیت کی توسیع اور اسلامی تحریک کے آغاز نیز مختلف مذاہب، فرقوں اور اقوام کی دانش وبینش اور عقائد وافکار کے اظہار وتوسیع کا دور تھا جس میں اسلامی ثقافت وعلوم کی ترویج کا میدان وسیع سے وسیع تر اور آمادہ ومہیا تھا، نیز اس وقت کے خلفا اپنے ماضی کے خلفا کے برخلاف بحث وگفتگو میں دلچسپی لینے لگے اگرچہ ان کا یہ عمل حالات اور زمانے کے تقاضوں پر اور مصلحت کے تحت تھا۔

ہمارے چھٹے رہنما نے دور اموی کے زوال اور پھیلی بدامنی وانتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، دین مبین اسلام محمدی کی ترویج وتوسیع کا بیڑہ اٹھایا ان کی ضروری تعلیم اور قائدانہ راہنمائیوں نے ابہام اور مشکلات کی دیواروں کو منہدم کرتے ہوئے حقیقی دین محمدی کو اس طرح ظاہر کرکے پیش کیا کہ قانون اسلام کو قانون جعفریہ اور انہیں اس مذہب کا بانی بتایا جانے لگا۔

## اعتراف اہلبیت

شہید کوفی زید بن علی (مستشہد ۱۲۲ھ۔ق) ایسی ہستی ہیں جن کے زہدوتقویٰ میں سب کو اتفاق ہے۔ اپنے بھتیجے امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں اعتراف کرتے ہیں اور اس بات کے مدنظر کہ اہل خانہ گھر کے اندرونی حالات سے زیادہ باخبر ہوا کرتے ہیں اس لئے اس سلسلے میں دوسروں سے زیادہ معتبر اور قابل ہوا کرتے ہیں۔

وہ حجت عصر اور قائدزمانہ کو پیش کرنے کے ضمن میں فرماتے ہیں: زمانے کے ہر دور اور وقت میں کوئی نہ کوئی بندۂ خدا حجت خدا کی حیثیت سے زمین پر موجود رہا ہے۔ اور ہمارے زمانے میں بھی حجت خدا، میرے بھتیجے جعفر ہیں۔ جوکوئی ان کی پیروی اور اطاعت کرے گا، ہرگز گمراہ نہ ہوگا اور جوکوئی ان کی مخالفت کرے گا ہرگز ہدایت اور سعادت حاصل نہیں کرے گا۔ [۵]

ان خصوصیات اور حالات کے مدنظر اچھی طرح یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ امام علیہ السلام کے زمانے میں سیاسی، سماجی اور نفسیاتی حالات اور کیفیات کیسے تھے اور ایسے حسّاس موقع پر امام علیہ

السلام کا مفید اور مؤثر کردار اسلام کی حیات نو میں کس قدر اہم اور تعمیری تھا۔

حوالے:

۱۔سید ہاشم بحرانی ،تفسیر برہان،صفحہ ٦٦٥

۲۔ثقۃ الاسلام کلینی ، کافی، ج ۲،صفحہ ۸۷

۳۔ثقفۃ الاسلام کلینی، کافی، ج ۲،صفحہ ۸۷،عبارت: اجتهدت فی العباده وانا شابّ فقال لی ابی یابنیّ ! اراک تصنع فان اللّٰه اذا احب عبداً رضی عنه باالیسیر۔

۴۔ کتاب بیست گفتار، صفحه ١٥٦

۵۔ تشیع در سیر تاریخ، صفحه ۲۳۵